حدوداورقصاص میں عورت کی گواہی

☆ رشیداحمد
☆☆ عبدالمنان

Evidence of Woman in Islamic Perspective

Dispensation of justice is a prerequisite for any society to move forward. The concept of justice encompasses whole spheres of life. The judicial system of Islam is based on very strong footings. According to the Sharia, testimony is one means of proof. One aspect of it is 'evidence of woman' which has been discussed by the jurists in detail.

According to the majority opinion, evidence of woman is acceptable only in civil cases and Ta'azirat., while it is not acceptable for the punishment of Hudood and Qisas. They have based their opinion on some verses of the Holy Quran and the Traditions, while there is a strong opinion of some other jurists that there is no restriction on the evidence of woman in all kinds of cases.

This article deals with the issue in which different opinions of the jurists have been presented with their arguments.

معاشرہ کوئی بھی ہواس میں نیک اور بد ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔اور معاشرہ میں بعض اوقات قصداً اور بعض اوقات غلط فہمی کی بنیاد پر دیوانی اور فوجداری دونوں قسم کے تنازعات اٹھ کھڑے ہو جاتے ہیں جن کے حل کے لئے عدالتوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔اور عدالتی نظام میں طریقہ ہائے اثبات کے حوالہ سے شہادت کا بہت اہم مقام ہے۔

الشہادۃ کا لغوی معنیٰ حاضر ہونا،معائنہ کرنا اور اطلاع پانے کے ہے[1]۔

☆ پی ایچ ڈی سکالر،شعبہ اسلامیات،جامعۂ پشاور۔
☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر،لاءکالج یونیورسٹی آف پشاور۔

جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد مجلس قضاء یعنی عدالت میں لفظ اشہد کے ساتھ اثبات حق کے لئے سچی بات کی خبر دینا شہادت کہلاتا ہے[۲]۔

اثبات حق کے لئے شہادت دینا ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے اور شہادت کو چھپانا ایک گناہ گردانا گیا ہے۔

قرآن پاک میں ہے کہ ﴿وَلاَ يَأْبَ الشُّهَدَاء إِذَا مَا دُعُوا﴾[۳]۔

''اور گواہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں[۴]''

اور

﴿وَلاَ تَكْتُمُواْ الشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ﴾[۵]

''اور شہادت (گواہی) نہ چھپاؤ جو شہادت کو چھپائے گا تو یقیناً اسکا قلب مجرم ہوگا۔''[۶]

ادائے شہادت کیلئے فقہاء کے بعض اختلافات کے ساتھ حسب ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہیں۔ گواہ کا عاقل و بالغ ہونا، مسلمان ہونا، بصارت رکھنے والا، قوت گویائی والا، عدم اتہام کا ہونا، گواہی کا عدالت میں ہونا وغیرہ[۷]۔

دیوانی معاملات کے حوالہ سے فقہاء کا اتفاق ہے کہ ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قابل قبول ہوگی البتہ جمہور کے نزدیک حدود و قصاص میں عورت کی شہادت قبول نہیں ہے جبکہ دوسری رائے یہ ہے کہ حدود اور قصاص میں بھی عورت کی گواہی قابل قبول ہے۔ جمہور اپنی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پیش کرتے ہیں کہ

﴿وَاسْتَشْهِدُواْ شَهِيدَيْنِ من رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاء﴾[۸]

''اور تم اپنے مردوں میں سے دو شاہدوں کو گواہ کرلیا کرو اور اگر دو مرد میسر نہ ہو، تو جن گواہوں کو قابل اطمینان سمجھ کر پسند کرو ان میں سے ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہو جائیں[۹]۔

جمہور فقہاء کا کہنا یہ ہے کہ شہادت دینے کے لیے یہ نصاب دیوانی مقدمات تک محدود ہے جبکہ حدود اور قصاص میں ان کی شہادت مقبول نہیں ہوگی جیسا کہ قرآن کی رو سے اثبات حد زنا کے لیے الذکورہ (مرد کا ہونا) شرط ہے یعنی یہ کہ چاروں گواہ مرد ہونگے اور اس میں عورت کی گواہی مقبول نہیں ہوگی کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَاللاَّتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِن نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُواْ عَلَيْهِنَّ أَرْبَعةً مِّنكُمْ فَإِن شَهِدُواْ فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىَ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللّهُ لَهُنَّ سَبِيلاً﴾(۱۰)۔

''اور تمھاری بیویوں میں جو بدکاری کی مرتکب ہوں تو تم ان عورتوں کے خلاف اپنوں میں سے چار مردوں کی گواہی لاؤ پھر اگر وہ چاروں گواہی دے دیں تو تم ان بدکار عورتوں کو گھروں میں اس وقت تک قید رکھو کہ ان کو موت اٹھالے یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راہ مقرر کرے''(۱۱)۔

چونکہ اس آیت میں چار کا عدد مذکور ہے جو کہ ایک قطعی نص ہے جبکہ قرآن ہی کی رو سے ایک مرد کی شہادت دوعورتوں کے برابر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاء أَن تَضِلَّ إْحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى﴾(۱۲)۔

''اور اگر دو مرد میسر نہ ہوں تو جن گواہوں کو تم قابل اطمینان سمجھ کر پسند کرو ان میں سے ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہو جائیں تا کہ ان دونوں عورتوں میں سے اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری عورت اس کو یاد دلا دے''(۱۳)۔

ان دونوں آیات کے تقابلی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اثبات حد زنا میں چار گواہوں کے لانے کا حکم ہے اس لئے حد زنا میں صرف چار گواہوں پر اکتفا کرنا ہوگا کیونکہ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ اسمیں عورت گواہی دیتی ہے تو اگر گواہی دینے کے لئے تین مرد اور دو عورتیں ہو جائے تو پھر یہ تعداد چار نہیں پانچ ہو جائیگی اور یہ نص کی مخالفت ہوگی پھر ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ عورتوں میں نسیان کا احتمال ہوتا ہے جسکی وجہ سے شبہ پیدا ہو جاتا ہے اور شبہات کے ہوتے ہوئے حدود کا نفاذ نہیں ہوتا کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ

"ادرؤا الحدود بالشبهات"(۱۴)

''یعنی شبہات کے ہوتے ہوئے حدود کو دفع کرو۔''

مذکورہ بالا بیان پر چاروں مذاہب کے فقہاء کا اتفاق ہے(۱۵)۔

اس کے بالمقابل بعض آثار ایسے موجود ہیں جن کی رو سے تمام مقدمات میں عورتوں کی مقبول ہے۔
مثلاًعن عطا بن ابی رباح قال: تجوز شهادة النسآء مع الرجال في كل شيء وتجوز على الزنا امرأتان مع ثلاثة رجال(۱۶)۔

عطاء بن أبي رباح (مشہورتابعی) فرماتے ہیں کہ تمام امور میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی جائز ہے۔مقدمۂ زنا میں دوعورتوں اورتین عورتوں کی شہادت جائز ہے۔

اسی حوالے سے ایک اوراثر ہے:

قال ابن شهاب: تجوز شهادة النساء على القتل إذا كان معهن رجل واحد(۱۷)۔

ابن شہاب فرماتے ہیں کہ مقدمہ قتل میں عورتوں کی گواہی جائز ہوگی اگران کے ساتھ ایک مرد ہو۔

اسی طرح ابن حزم کے نزدیک یہ جائز ہے کہ ہر مرد کی بجائے دو عادل عورتیں ہوں ان کے نزدیک تین مرد دوعورتیں ہوں، دومرد چارعورتیں ہوں،ایک مرد، چھ عورتیں ہوں یا صرف آٹھ عورتیں ہوں اور مرد نہ ہوں تو یہ بھی جائز ہے(۱۸)۔

جہاں تک دلائل کا تعلق ہیں تو جمہور ایک تو وہی آیت مذکورہ یعنی ''اربعۃ منکم''(۱۹) کا حوالہ دیتے ہیں اورساتھ ان آیات کا بھی دیتے ہیں کہ ﴿ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءَ﴾(۲۰) ''پھر چار گواہ اپنے دعوے پر نہ لاسکیں''(۲۱)۔

جمہورفقہاء کا کہنا ہے کہ چونکہ ان آیات میں الفاظ''اربعة شهداء'' اور ''أربعة منكم'' آئے ہیں اور عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب تمیز مذکر ہوتو ممیّز مؤنث ہوگا جیسا کہ اربعہ شہداء میں ہے(۲۲)۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حدود میں عورتوں کی شہادت قبول نہیں ہے کیونکہ اس سے مراد صرف مرد گواہ ہوسکتے ہیں۔جبکہ وہ فقہاء جن کے نزدیک حدود میں عورت کی گواہی کی کوئی ممانعت نہیں وہ اپنی دلیل میں قرآن سے استدلال کرتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ قرآن میں کئی مقامات پر شهداء لفظ استعمال ہوا ہے۔
مثلاً

﴿وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا﴾(۲۳)

اورگواہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں''(۲۴)

اور

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ﴾[۲۵]

''اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے اور اللہ تعالیٰ کے لئے گواہی دینے والے رہو''[۲۶]۔

اور

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ﴾[۲۷]۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے لئے راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کے ساتھ شہادت دینے والے رہو[۲۸]۔

مفسرین کے نزدیک ان آیات میں شہداء (گواہان) کا لفظ قطعی طور پر مردوں اور عورتوں کو شامل ہے[۲۹]۔

اسی طرح قرآن پاک میں استعمال ہونے والے دوسرے اعداد، ثلاثہ، خمسہ وغیرہ کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذکر ہونے کے باوجود ان کا استعمال مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ہوا ہے۔ مثلاً

﴿مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ﴾[۳۰]

کہیں تین آدمیوں کا خفیہ مشورہ ایسا نہیں ہوتا جہاں چوتھا وہ نہ ہو اور نہ کہیں پانچ کا کوئی خفیہ مشورہ ہوتا ہے جن میں چھٹا وہ نہ ہو[۳۱]۔

اور

﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ﴾[۳۲]

''سو کسی پختہ قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا وہ کھانا دینا جو تم اپنے گھر والوں کو دیا کرتے ہو یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنا دینا''[۳۳]

فقہاء کے نزدیک ان آیات میں اعداد کے تحت عورتیں بھی آتی ہیں۔ یعنی اگر کسی نے بھی مسکین عورتوں کو کھانا کھلایا یا کپڑے پہنائے تو کفارہ ادا ہو جائے گا[۳۴]۔

اسی پر اربعۃ شھداء کو قیاس کیا جاتا ہے کہ وہاں پر شھداء جو تمیز مذکر ہے۔ اور ممیّز اربعۃ مؤنث ہے اسلئے اس میں بھی عورتوں کو شہادت دینے کے لئے اہل سمجھا جائے گا۔

اسی طرح جمہور عورتوں کی گواہی کے عدم قبول کے لئے امام زہری کا یہ اثر بطور دلیل پیش کرتے ہیں:

"مضت السنة من لدن رسوا اللہ ﷺ والخليفتين من بعده ان لا تقبل شهادة النساء فی الحدود والقصاص"[۳۵]

''کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ؐ کے بعد دونوں خلفاء کے دور سے سنت چلی آ رہی ہے کہ حدود اور قصاص مین عورتوں کی گواہی قبول نہیں ہے۔

جبکہ ان فقہاء کے نزدیک کہ عورتوں کی گواہی حدود اور قصاص میں قابل قبول ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ امام زہریؒ کا یہ اثر کئی وجوہ سے ضعیف ہے۔

اس روایت کی سند میں ایک اسماعیل بن عباش ہے جبکہ دوسرا حجاج بن ارطاۃ ہیں۔

اسماعیل بن عیاش کے بارے میں امام ذہبی فرماتے ہیں:

"قال البخاري إذا حدث عن أهل بلدته فصحيح وإذا حدث عن غيره ففيه نظر"[۳۶]۔

''جب اسماعیل بن عیاش اپنے اہل وطن سے روایت کریں تو یہ (روایت) صحیح ہے لیکن جب دوسروں سے روایت کریں تو اس میں نظر ہے۔

قال ابن معين والنسائی ليس بالقوی.

ابن معین اور نسائی نے فرمایا کہ: (ابن عیاش) قوی (راوی) نہیں۔

قال أحمد: روى عن الزهري ولم يره[۳۷]۔

امام ذہبی فرماتے ہیں:

"وقال الدارقطني لا يحتج به" ''یعنی (ان سے روایت) حجت نہیں''۔

اور دوسرا یہ کہ یہ مراسیل زہریؒ میں سے ہے۔ جبکہ ائمہ حدیث نے امام زہریؒ کی مرسل روایات کو حاص طور پر کمزور قرار دیا ہے۔ کیونکہ امام زہریؒ کا شمار تابعین کے تیسرے طبقہ میں ہوتا ہے جن کی اکثر روایات تابعین سے مروی ہیں[۳۸]۔

انہی وجوہات کی بناء پر یہ رائے بھی قائم کی گئی ہے کہ حدود اور قصاص میں عورتوں کی گواہی قابل قبول

ہوگی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ایک مرد کی بجائے دو عورتیں ہوں۔ کیونکہ آیت میں یہ منصوص ہے۔

"فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتا ن ممن ترضون من الشهداء"(۳۹)۔

'اور اگر دو مرد میسر نہ ہوں تو جن گواہوں کو تم قابل اطمینان سمجھ کر پسند کرو ان میں سے ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہو جائیں (۴۰)'

خلاصہ:

خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ جمہور علماء خاص طور پر سورۃ البقرہ کی آیت ۲۸۲، النساء آیت ۱۵، النور آیت ۱۳ اور امام زہریؒ کے اثر کو متدل بنا کر حدود و اور قصاص میں عورت کی شہادت کو قابل قبول نہیں سمجھتے۔ جبکہ عطاءؒ، حمادؒ اور ابن حزمؒ البقرہ کی آیت ۲۸۲، النساء کی آیت ۱۳۵، المجادلہ کی آیت ۷ سے استدلال کر کے دیگر عالات کی طرح حدود اور قصاص میں عورت کی شہادت کو قابل قبول سمجھتے ہیں جبکہ امام زہریؒ کے اثر کے بارے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ اثر ضعیف ہے اور قابل حجت نہیں ہے۔

حوالہ جات

۱ ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب الافریقی مادۃ شھد، بیروت دار الفکر بلیاوی ،مولانا عبدالحفیظ، مصباح اللغات، مادۃ شھد، ملتان مکتبہ امدادیہ۔

۲۔ ابن الھمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر ج ۶/۴۴۶، بیروت، داراحیاء االتراث العربی ۱۹۸۶، ابن عابدین ،الشیخ محمد امین، ردالمحتار علی الدرالمختار ۴/۴۱۱، بیروت، داراحیاء التراث العربی الدردیر، احمد الدردیر الشرح الکبیر ۴/۱۶۴، بیروت، دارالفکر۔

۳۔ البقرۃ ۲:۲۸۰

۴۔ سعید دہلوی، ملتان کشف القرآن، کراچی مکتبہ رشیدیہ، ج ۱ ص ۵۷۔

۵۔ البقرۃ ۲:۲۸۳

۶۔ کشف القرآن، ج ۱ ص ۵۷

۷۔ فتح القدیر، ج ۶ ص ۴۴۶

۸۔ البقرۃ ۲:۲۸۳

۹۔ کشف القرآن، ج ۱ ص ۵۷

۱۰۔ النساء ۴:۱۵

۱۱۔ کشف القرآن, ج ۱ ص ۱۱

۱۲۔ البقرۃ ۲:۲۸۲

۱۳: کشف القرآن، ج ۱ ص ۵۷

۱۴: علاؤ الدین بن علی بن حسام، کنزل العمال، کتاب الحدود، باب فی وجوب الحدود، حدیث نمبر ۱۲۹۵۷، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

۱۵۔ فتح القریر ۴/۱۴

الشربینی، الشیخ محمد، مغنی المحتاج ۴/۴۴۱، بیروت ،دارالفکر، ابن قدامہ، ابو محمد عبداللہ، المغنی ۲/۴۱۰ عودہ، عبدالقادر، التشریع الجنائی ۲/۴۱۰، بیروت، دارالکاتب العربی۔

۱۶۔ عبدالرزاق،الامام،المصنف ،ج ۸،ص۳۲۹۔
العثمانی،مولانا ظفر احمد،اعلاء السنن، ج ۱۰،ص۱۸۱، بیروت دارالکتب العلمیہ التشر یح الجنائی ۲/ ۴۱۱
۱۷۔ ایضاً۔
۱۸۔ ابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن سعید ،المحلی بالآثار ، ط۔ مکۃ المکرّمہ، دارالباز للنشر والتوزیع ۱۹۹۸، ج ۸،ص ۴۷۶۔
۱۹۔ النساء ۴:۱۵
۲۰۔ النور ۲۴:۱۳
۲۱: کشف القرآن، ج ۲،ص ۵۵۸
۲۲: عثمانی،سراج الدین، هداية النحو،ص ۵۶،دارالاشاعت العربیۃ ،قندہار،افغانستان۔
۲۳۔ البقرۃ ۲:۲۸۲
۲۴۔ کشف القرآن، ج ۲،ص ۵۷
۲۵۔ النساء،۴:۳۵
۲۶۔ کشف القرآن، ج ۱،ص ۱۵۷
۲۷۔ المائدہ ۵:۸
۲۸۔ کشف القرآن، ج ۱،ص ۱۷۲
۲۹۔ الصابونی،محمد علی،مختصر تفسیر ابن کثیر، دارالقرآن الکریم، بیروت۔
۳۰۔ المجادلۃ ۵۸:۷
۳۱۔ کشف القرآن، ج ۲،ص ۸۶۱
۳۲۔ المائدہ، ۵:۸۹
۳۳۔ کشف القرآن، ج ۱،ص ۱۹۴
۳۴۔ پانی پتی، قاضی ثناء اللہ، التفسیر المظہری ج ۳،ص ۱۶۴، ط کوئٹہ بلاچستان بک ڈپو۔
۳۵۔ ابن ابی شیبہ،المصنف کتاب الحدود باب فی الشہادۃ النساء فی الحدود، ج ۱۰:ص ۸۵، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ۔

۳۶۔ الذہبی، میزان الاعتدال، ج ا، ص ۲۴۱، ط، بیروت، داراحیاء التراث العربی۔

۳۷۔ ایضاً، ج ا، ص ۴۵۸

۳۸۔ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ا، ص ۱۱۱، ط- بیروت داراحیاء التراث العربی۔

۳۸۔ البقرۃ ۲:۲۸۲

۳۹۔ کشف القرآن: ج ا، ص ۲۵